مدارس دینیہ کی سالانہ تعطیلات اور اہل مدارس کی مصروفیات

مولانا ڈاکٹر عادل خان

مدارس دینیہ میں سالانہ تعطیلات کا زمانہ قریب آ گیا ہے ملک کے طول وعرض میں پھیلے ہوئے ہزاروں دینی مدارس کے لاکھوں طلباء اپنی چھٹیوں کے پروگرام ترتیب دے رہے ہیں۔ یقیناً طویل تعلیمی مصروفیات کے بعد چھٹیوں کا انتظار ایک طالب علم کے لئے عید کے چاند کے انتظار سے کم نہیں ہوتا، ان تعطیلات کے ذریعے طلباء اپنے دماغی دباؤ سے ریلیف حاصل کرتے ہیں۔ مسلسل لگے بندھے ایک نظام سے کچھ دنوں کے لئے آزاد ہو جاتے ہیں ایسی آزادی جس میں نگران دارالاقامہ انہیں صبح سویرے نماز کے لئے نہیں اٹھاتا، ایسی آزادی جس میں آٹھ بجے سبق کی گھنٹی بجنے کا خطرہ نہیں ہوتا، ایسی آزادی جس میں طویل اور بعض اوقات خشک اسباق سننے نہیں پڑتے، یہ ایسی چھٹیاں ہوتی ہیں جن میں امتحان کا خطرہ نہیں ہوتا، جس میں تکرار مطالعے کا کوئی سلسلہ نہیں ہوتا، تو ظاہر ہے کہ ایسی تعطیلات اور ایسی آزادی کسے پسند نہیں ہوتی۔ پھر ہمارے مدارس کے عزیز طلباء کی ایک بڑی اکثریت دینی علوم کے لئے دور وقریب کا سفر بھی اختیار کرتی ہے چنانچہ سالانہ تعطیلات کے موقع پر اپنے گھر کو واپس جانے، اپنے محبوب والدین سے ملنا، اپنے عزیز رشتہ داروں سے ملاقات کرنا، اپنے بچپن کے دوستوں سے گپ شپ کرنے کا بھی ایک شوق طلباء کو اپنی سالانہ چھٹیوں کے انتظار میں دیوانہ بنائے رکھتا ہے۔

جب کہ دوسری طرف مدارس کے منتظمین ان چھٹیوں کو ایک دوسرے زاویۂ نگاہ سے دیکھتے ہیں، چنانچہ منتظمین مدارس دینیہ کے یہاں سالانہ تعطیلات کا موقع آرام وسکون کا موقعہ اور یکسوئی کا وقت نہیں ہوتا بلکہ یہ اس دوران مدارس کے اندر موجود ٹوٹ پھوٹ اور تعمیر ومرمت کے کام کو اسی چھٹیوں کے وقت کے لئے اٹھا کر رکھتے ہیں، اسی طرح آئندہ سال کے لئے انتظامات، وسائل کی فراہمی، یہ سب منتظمین کے انہی ایام کی مصروفیات کا اہم حصہ ہوتی ہیں۔

مدارس کی چھٹیوں کا یہ سلسلہ ہمارے اکابر اسلاف رحمہم اللہ کے یہاں شعبان و رمضان میں اختیار کیا جاتا ہے اسکی بنیادی وجہ تو یہ تھی کہ ان ایام میں رمضان جیسا مقدس مہینہ آتا ہے جو روزے اور قرآن کا مہینہ ہے تراویح اور اعتکاف کا مہینہ ہے اس میں روز مرہ کی مصروفیات، مطالعے و اسباق کے ساتھ ساتھ انفرادی عبادت کا وہ سلسلہ نہیں ہوسکتا جو ان

حضرات اکابر کے یہاں سارا سال جاری رہتا ہے، اکابر کے رمضان کا حال حضرت شیخ الحدیث مولانا زکریا رحمہ اللہ علیہ کے "اکابر کے رمضان" نامی رسالے میں دیکھا جا سکتا ہے۔

مدارس کی تعطیلات میں بعض مدارس دورہ تفسیر قرآن، دورۂ میراث، دورۂ صرف ونحو، دورۂ تقابل ادیان وغیرہ جیسے بعض ضروری تعلیمی سلسلوں کو اپنے یہاں منعقد کرواتے ہیں جن کی افادیت اپنی جگہ مسلمات میں سے ہے، ان دوروں کے ذریعے طلباء اپنے خاص علمی رجحانات کو پورا کرنے کے ساتھ ساتھ اپنی بعض تعلیمی کمزوریوں کا بھی مداوا کرتے ہیں اور بلاشبہ اس کا انہیں بہت فائدہ ہوتا ہے اور اس طرح یہ طلباء اپنی تعطیلات کا بھی ایک بڑا حصہ اپنی علمی پیاس بجھانے میں صرف کرتے ہیں، جو انتہائی قابل تعریف اقدام ہے۔

ہماری گزارش ہے کہ اگر مدارس کے منتظمین اپنے ان دوروں کو اور زیادہ مفید بنانے کے لئے مزید اہتمام فرمائیں اور اس میں اور تنوع موضوعات کے اعتبار سے اختیار کیا جائے تو یہ سلسلہ مزید ترقی کر سکتا ہے، ان دوروں کو نام آتے ہی ان علمائے ربانیین کے نام ذہن میں آتے ہیں جنہوں نے اس سلسلے کا مبارک آغاز شروع کیا، چنانچہ حضرت مولانا احمد علی لاہوری رحمہ اللہ علیہ، حضرت مولانا عبید اللہ لاہوری رحمہ اللہ علیہ، حضرت مولانا غلام اللہ خان صاحب رحمہ اللہ علیہ، حضرت مولانا عبد اللہ درخواستی رحمہ اللہ علیہ، حضرت مولانا محمد طاہر صاحب رحمہ اللہ علیہ، حضرت مولانا مفتی محمود رحمہ اللہ علیہ، حضرت مولانا عبد الغنی جاجروی رحمہ اللہ علیہ، حضرت مولانا محمد امین صفدر رحمہ اللہ علیہ، حضرت مولانا منظور احمد چینوٹی رحمہ اللہ علیہ، حضرت مولانا سرفراز خان صفدر دامت برکاتہم کے نام نمایاں ہیں۔ یہ وہ جلیل القدر اکابر حضرات ہیں جن کے ہاں ہونے والے مشہور دورے ہمارے مدارس کی تاریخ کا ایک تابناک سلسلہ ہیں۔ چنانچہ آج بھی ملک کے مختلف مقامات میں یہ دورے جاری ہیں۔ ان میں سے چند ایک یہ ہیں: دورۂ تکمیل: قاضی حمید اللہ صاحب، گوجرانوالہ، دورۂ تکمیل: مفتی عبد الباری صاحب کوئٹہ، دورۂ تفسیر: صوفی عبد الحمید صاحب صاحب سواتی، گوجرانوالہ، دورۂ تفسیر: مولانا فضل الرحمٰن درخواستی صاحب خان پور، دورۂ تفسیر: مفتی زرولی خان صاحب کراچی، دورۂ تفسیر: مولانا منظور احمد نعمانی، کراچی، دورۂ قضاء ودورۂ صحافت: جامعۃ الرشید کراچی، دورۂ تفسیر: مولانا شریف اللہ صاحب، دورۂ تفسیر ونحو: مولانا محمد یوسف صاحب رحیم یار خان، دورۂ صرف: مولانا نصر اللہ صاحب صادق آباد، دورۂ صرف ونحو مولانا محمد حسن صاحب لاہور، غرضیکہ دوروں کا یہ سلسلہ ملک بھر کے مدارس میں جاری ہے اور ان تمام کو یہاں شمار کرنا مشکل ہے۔

مدارس کی تعطیل کے دوران بعض طلباء اپنے عصری تعلیم کے سلسلے کو جاری رکھنے کا اہتمام کرتے ہیں، چنانچہ ایک بڑی تعداد آج کل مدارس دینیہ میں دینی علوم کی تعلیم کے ساتھ ساتھ عصری علوم پر بھی دسترس رکھتی ہے، آپ بے شمار میٹرک کا

امتحان دینے والے، انٹر اور بی اے کرنے والے حباء بلکہ اب تو ایم اے کرنے والے طلباء کو مدارس میں دیکھ سکتے ہیں۔ یہ طلبا اپنی دینی تعلیم کے ساتھ ساتھ عصری تعلیم کے اس سلسلے کو اپنی سالانہ تعطیل کے ایام میں اختیار کرنے کا اہتمام کرتے ہیں۔

آج کل سرکاری طور پر مدارس میں عصری تعلیم کو اپنانے پر بہت زور دیا جارہا ہے لیکن اس سلسلے میں سرکاری طور پر جو تجاویز یا طریقہ کار تجویز کیا جارہا ہے اس کا واضح مطلب مدارس کے نظام کو مغلوب کرنا اور اپنے نظام کو غالب کرنا ہے اور تعجب کی بات یہ ہے کہ سرکاری اہلکار اس سلسلے میں مسلسل غلط بیانی اور جھوٹے وعدوں سے مدارس کو مطمئن کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔

جہاں تک مدارس میں عصری علوم کی ضرورت کی بات ہے تو یقیناً ایسے بہت سارے عصری علوم ہیں جن سے واقفیت مدارس دینیہ کے طلباء کے لئے بڑی اہمیت رکھتی ہے مثلاً جغرافیہ، حساب، انگریزی، معاشیات، نفسیات، کمپیوٹر وغیرہ وغیرہ۔ آج کے اس دور میں عصری علوم سے ناواقف رہ کر دین کی خدمت کا تصور یقیناً ایک اہم سوال ہے۔ مدارس دینیہ اپنے مدارس میں عصری تعلیم کو حاصل کرنے والے طلباء کی حوصلہ افزائی کرتے ہیں چنانچہ آج دینی مدارس کا ہر دوسرا طالب علم عصری علوم کی طرف توجہ دے رہا ہے، اگر حکومت اپنے دعووں میں مخلص ہے تو وہ مدارس دینیہ کے طلباء کو ان کی سالانہ چھٹیوں میں عصری تعلیم کے امتحانات کا موقع فراہم کرتی باقی حکومت کا یہ خیال کہ وہ مدارس کی دینی تعلیم میں عصری تعلیم کو غالب کرکے دینی تعلیم کے نصاب کو بدل دے، تو یہ بات موجودہ وقت میں کسی دیوانے کا خیال تو ہوسکتا ہے کوئی عقل سلیم رکھنے والا اس کی تائید نہیں کرسکتا۔

طلباء اپنی ان تعطیلات کے دوران تبلیغی جماعت میں بھی اپنا وقت گزارنے کی کوشش کرتے ہیں، اس کی دو صورتیں ہوتی ہیں: جن طلباء کی تعلیم کا سلسلہ ابھی جاری ہے تو وہ ایک چلے کا وقت لگا کر واپس آجاتے ہیں، جب کہ اپنے تعلیمی سلسلے کو مکمل کرنے کے بعد جو طلباء کی ایک بڑی تعداد سات چلے جماعت میں لگاتی ہے، تبلیغی جماعت میں لگائے جانے والے وقت کا ایک بڑا فائدہ یہ ہوتا ہے کہ ان طلباء کو وہ ماحول دیکھنے اور سمجھنے کا موقع ملتا ہے جو اس وقت ملک کے گلی کوچوں میں اچھائی و برائی اور ہدایت و گمراہی کی صورت میں پھیلا ہوا ہے، اپنے اس جماعت میں وقت کے لگانے کے دوران یہ طلباء لوگوں سے براہ راست ملتے ہیں ان کے حالات اور رجحانات سے شخصی طور پر واقف ہوتے ہیں اور اس سے انہیں یہ احساس ہوتا ہے کہ معاشرے میں اصلاح کے لئے کتنی شدید کوششوں کی ضرورت ہے، یہ سلسلہ طلبا کے لئے انتہائی مفید اور خیر کا باعث ہے اس سے ان میں نماز کا اہتمام، تقویٰ اور خدا خوفی کا احساس، اجتماعی نظام میں رہنے کے آداب، مشکلات کے اندر صبر اور برداشت کرنے کی صلاحیت اور لوگوں سے گفتگو اور مخاطب ہونے جیسی عظیم صفات سیکھنے کا موقع ملتا ہے۔

مدارس کے طلباء کی ایک قابل لحاظ تعداد اپنی ان چھٹیوں میں اپنے والدین کے ساتھ اپنے گھر میں وقت گزارنا پسند کرتی ہے، اس دوران یہ بس اپنے گھروں میں رہتے ہیں، اپنے احباب اور دوستوں سے ملتے ہیں اور رمضان کے اندر تراویح میں قرآن سناتے ہیں، اور چھٹیوں کے ختم ہوجانے پر واپس مدرسے آجاتے ہیں اس دوران ان کے والدین کو یہ دیکھنے کا موقع ملتا ہے کہ مدارس کے ماحول سے ان کے بچوں پر پڑنے والے اثرات اور اس کی مثبت تبدیلیاں کیا ہیں اور الحمدللہ چونکہ ہمارا معاشرہ ان تبدیلیوں کو براہ راست محسوس کرتا ہے والدین اسے محسوس کرتے ہیں، رشتہ دار اور احباب اسے محسوس کرتے ہیں، اس لئے یہی وہ راز ہے جس کی بنیاد پر مدارس میں آنے والی طلباء کی تعداد میں روز افزوں اضافہ ہورہا ہے چھٹیوں کے بعد واپس آنے والے مدارس کے یہ طلباء اپنے ساتھ نئے طلباء کی ایک قابل ذکر تعداد کو لاتے ہیں اور یوں "ورأيت الناس يدخلون في دين الله أفواجا" کا مصداق بنتے ہیں اور جب تک یہ کائنات قائم ہے اس وقت تک اللہ رب العزت اپنے دین کی اشاعت کے لئے ان مدارس کو استعمال کرتے رہیں گے، اس کے اساتذہ اپنا فیض پہنچاتے رہیں گے اور مدارس دینیہ کے یہ عزیز طلباء یوں علم کے خزانوں سے اپنے دامن بھرتے رہیں گے۔

ہماری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مدارس دینیہ کو مزید کامیابیوں و کامرانیوں سے ہمکنار فرمائے۔ ہمارے مشائخ اور علماء کی حفاظت فرمائے اور ہمارے طلبا کو اعلیٰ صفات سے مالا مال فرمائے۔ آمین۔ ☆.....☆

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دامن سے وابستگی کامیابی کا ذریعہ ہے

آج ہمارے بود و باش کا طریقہ قطعاً غیر اسلامی ہوگیا ہے۔ لباس میں یہود و نصاریٰ کی نقل فخر کا باعث بنی ہوئی ہے۔ سر سے پاؤں تک ایک مسلمان ایسے لباس میں ملبوس نظر آتا ہے جو کفار و فساق کا شعار ہے۔ عورتوں میں عریانی اور بے حیائی کے مظاہر اس قدر عام ہیں کہ ایک شریف اور باحیا انسان کی نظریں شرم و غیرت سے جھک جاتی ہیں۔ گھروں میں مورتیوں اور تصویروں کی بھرمار ہے، گانے بجانے کا شغل عام ہوگیا ہے۔ یہ حیا سوز حرکتیں آج فیشن کا جز لاینفک بنی ہوئی ہیں۔ کاروبار میں جھوٹ، فریب اور دھوکا لوٹ مار روزمرہ کا دستور بنے ہوئے ہیں۔ سود اور جوئے کو برائی اور گناہ ہی نہیں سمجھا جاتا۔ حلال ہی نہیں حرام کی حرص زیادہ سے زیادہ ہوتی جارہی ہے بغض و حسد، ریاکاری اور منافقت کا چلن اتنا ہے کہ کوئی بھی پاک نظر نہیں آتا۔ یہ سب اس لئے ہے کہ ہم نے رسول اللہ (ﷺ) کی اتباع اور ان کی تعلیمات کی پیروی چھوڑ دی ہے حالانکہ جس خسارے اور نقصان سے آج ہماری قوم دوچار ہے اگر اسی کا صحیح صحیح جائزہ لے کر غور کیا جائے تو صاف معلوم ہوجائے گا کہ احکام اسلام سے روگردانی ہی ہماری بیمار قوم کا اصل مرض ہے، اور اس کا علاج صرف دامن رسالت علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام سے وابستگی ہے اور کچھ نہیں۔ دنیا نے آپ کے دامن سے وابستہ رہ کر کامیاب زندگی کا تجربہ کیا ہے۔ آج کے جدید دور کے تقاضوں کے پیش نظر بھی کامیابی حاصل کرنے کے لئے اسی دامن سے وابستگی شرط اول ہے۔ ——— (فرمودہ: حضرت مولانا سلیم اللہ خان صاحب)